Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 37, Sr.No.104, 2016 pp 35 - 48

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۷، جولائی۔ستمبر ۲۰۱۶ء، شمارہ ۱۰۴

کشمیر کے عہد بڈشاہی میں معاشی وثقافتی خدمات: ایک تاریخی جائزہ

ڈاکٹر سید علی رضا☆

Abstract:

Sulatan Zain-ul-Abedin was a renowned King of Kashmir during fourteenth century. During his reign, Kashmir became a center of learning as well as art and culture. He developed his affectionate towards the other Muslim states of Central Asia. He made friendly relations with the astistic minded experts of those countries to bring craftmen with their expertise to Kashmir. King Zain also pocessed a lot of qualities to improve the cultural and economical conditions of the Kashmiri peoples. Many initiative had taken by the King to promote his State s' conditions as well as its peoples living towards prosperity in every field of their lives.

Keywords: بڈشاہ، چندر گپت، محمد الدین فوق، سویہ، للتادتیہ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی بھی قوم کے معاشی مسائل یا معیشت کا تعلق بھوک سے ہی ہوتا ہے۔ موجودہ انسان کو عہد قدیم کے آئینے میں سے دیکھا جائے تو اس کی شکل بدصورت' پست قد' رنگ سانولا' لمبے بال اور جسم ننگا دکھائی دے گا۔ اس کی رہائش مرطوب جنگلوں میں تھی' بھوک لگتی تو درختوں کے پتے جڑیں' انڈے اور جانوروں کا کچا گوشت کھا جاتا تھا۔ اس بھوک نے اس انسان کو وحشی جانوروں کی طرح خوراک تلاش کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس لیل ونہار کی آوارہ گردی سے اس قدیم انسان نے نئ نئ مخلوقات دیکھی' حیرانگی کا اظہار کیا' دیکھا کہ وہ اپنی زندگی کو کیسے محفوظ رکھیں۔ کیسے اپنی نسل کو پروان چڑھائیں اور آنے والے وقت کی منصوبہ بندی کے ساتھ ساتھ خوراک کا ذخیرہ کیسے کریں؟ غرض اس دوران اُس نے چرند' پرند' درند سب پر حیرانی کا اظہار کیا اور یہیں سے اُس کے شعور کا ارتقا بھی ہونا شروع ہوا۔ یوں اس نے سیکھنے اور پھر اُس پر عمل پیدا ہونے کا احساس بھی پیدا کر لیا۔ جوں جوں اس کا شعور بڑھتا گیا توں توں اپنی خوراک کو بھی بہتر کرتا گیا اور اس کے نت نئے ذرائع بھی تلاش کرتا گیا۔ ابتدائی قدیم دور میں سب سے بڑا مسئلہ

☆ اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ کشمیریات، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

انسان کا بھوک تھا۔ اب چونکہ ذرائع بہتر ہو چکے، زراعت شروع ہوگئی ۱۰۰۰۰ سے ۸۰۰۰ ق۔م کے بعد تین(۱) بڑے ذرخیز خطے فلسطین، وادی دجلہ وفرات اور وادی سندھ کے ساتھ ایشیائے کوچک بھی شامل تھا۔ مگر عیلام اور سومیری تہذیب میں زراعت کے ساتھ ساتھ انسان ایک معاشرتی زندگی گزارنے لگا جس میں زراعت کے ساتھ ساتھ دوسرے ثقافتی عناصر بھی شامل ہو چکے تھے۔ قدیم نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو معاشی وثقافتی تہذیب لازم وملزم ہیں کیوں کہ انسان اپنی بھوک کو ختم کرنے کے لیے ہی کچھ نہ کچھ کام کرتا ہے اور وہ فن ہی ثقافتی رنگ اوڑھے ہوتا ہے۔

دنیا میں قدیم سومیری نسل کے باشندوں نے جب ہجرت کی تو دوسرے علاقوں میں اُنہیں زراعت کا کام نہ مل سکا اور پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے اُنھوں نے دوسرے فن سیکھے مثلاً جوتے کنگن، پازیب، انگوٹھیاں اور تسمے وغیرہ معاشی وثقافتی ترقی کا سفر طے کرتے ہوئے جب بابلی تہذیب پر نظر پڑتی ہے تو ہمیں وہاں مکئی، جو، گندم، تانبا اور کانسی بھی دکھائی دیتے ہیں۔ اس سفر کے دوران دوسری بڑی تہذیبوں مثلاً بابل کی تہذیب، بنی سام کی، فنیقین، نینوا اور وادی سندھ (ہندوستان) کی تہذیب کی طرف بڑھتے ہیں تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ آریا قوم بھی صرف اور صرف زرعی زمین کی خاطر یہاں آئی لیکن اپنے ساتھ کچھ فن بھی رائے تاریخی اوراق گردانی سے یہ بات بل کل عیاں ہوجاتی ہے کہ ہندوستان میں موریہ خاندان (۳۲۲ ق۔م سے ۱۸۵ ق۔م) گپت خاندان، چندر گپت وکرمادتیہ ۳۷۵ء۔۴۱۳ء۔ مہاراجہ ہرش ۶۰۶ء۔ ۶۴۷ء اور راج پوتی اور ۶۵۰ء سے ۱۲۰۰ء (۲) دور تک تمام تہذیبوں، معاشروں اور قوموں نے ایک دوسرے پر صرف زرعی زمین کی خاطر حملے کیں اور دوسری قوم کی معیشت کو اپنی معیشت میں شامل کرنے کی خاطر خون کے دریا بہائے۔ برصغیر کا انتہائی خوبصورت خطہ کشمیر بھی اس شر سے نہ محفوظ رہ سکا۔ اگرچہ راج پوتی دور تک حملوں کی نوعیت بدل جاتی ہے مگر غور کیا جائے تو برصغیر پر ہونے والے تمام حملوں کے پیچھے اصل وجہ معیشت ہی رہی۔

کشمیر جس میں پہلا راجپوتوں کا مشہور خاندان کارکوٹ تھا جس کا مشہور راجہ ملتادتیہ تھا۔ اس نے تبت پر حملہ صرف اور صرف معاشی بنیاد پر ہی کیا تھا۔ اس کے بعد کئی اور خاندانوں نے بھی اسی بنیاد پر ہی اپنی اپنی حکومتوں کی بنیاد رکھی۔ اس سلسلے میں عنصر صابری لکھتے ہیں:

> ''سرحدی علاقوں کی ریاستیں مثلاً کشمیر، نیپال اور آسام کچھ عرصے تک غیر ممالک کے حکمرانوں کے ماتحت رہیں اور باقی ہندوستان میسور کے علاقے تک راجپوت قوم مختلف راجپوت راجاؤں اور مہاراجاؤں کے زیرنگیں چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا۔ جن کی ریاستیں بہت چھوٹی تھیں۔'' (۳)

آخر میں کشمیر مسلمانوں کے قبضے میں آیا۔ اگرچہ کشمیر مسلم سلاطین کے عہد میں معاشی وثقافتی لحاظ سے خاصا خوش قسمت رہا۔ ان مسلم سلاطین میں زین العابدین بڈشاہ کا نام نمایاں ہے جس نے کشمیر کی معاشی

وثقافتی ترقی کو عروج بام بخشا۔ اس سلطان کے دور میں کشمیر کو معاشی لحاظ سے استحکام کیسے ملا؟ وہ کون سی اصلاحات تھیں جن کی بنا پر وہ دوسرے سلطاطین سے انفرادیت لیے ہوئے ہے۔

اس بات کا اندازہ اس کے دور میں ہونے والی معاشی وثقافتی ترقی کی بنیاد پر ہی لگایا جاتا ہے۔ جو ترقی کشمیر میں اس عظیم فرمانروا کے عہد میں دیکھنے کو ملتی ہے شاید ہی کسی دور میں چند عوامل کے ساتھ تاریخی اوراق کا حصہ ہوں۔ حقیقی معنوں میں عہد بڈ شاہی ہی کشمیر کی ترقی کا سہرا اپنے سر کیے ہو ملتا ہے۔ معاشی و ثقافتی جن شعبوں میں خاصی ترقی ہوئی وہ یہ رہے۔

زراعت:

سلطان زین العابدین ایک دانشور حکمران تھا۔ اس کے ذہن میں ثمر قندی تعلیم نقش تھی وہ سلطان سکندر اور علی شاہ کی نااہلی کا ازالہ کرنا چاہتا تھا۔ یہ تبھی ممکن تھا جب اُس کا معاشرہ معاشی لحاظ سے ترقی کرتا۔ اُس نے تاج پوشی کے بعد اس ریاست میں اضافہ کرنے کی بجائے اس کو معاشی ولحاظ سے اس قدر مضبوط کرنا چاہتا تھا کہ اُن کے دلوں میں اس ریاست کی شان وشوکت کا رعب اور دبدبہ پڑ جائے۔

تاریخی نقطہ نگاہ سے بھی وہ جانتا تھا کہ جب تک کسی ریاست کی معاشی جڑیں مضبوط نہیں ہوتی وہاں کی عوام کمزور اور باغی ہو جاتی ہے جس سے دوسری ریاست کو اسے زیر کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اس لیے بڈ شاہ نے دوسرے امور کے ساتھ ساتھ ریاست کشمیر کے معاشی امور پر خاصی توجہ دی۔ وہ قدیم مسئلہ بھوک سے بھی آگاہ تھا۔ اُسے ریاست میں خوشحالی لانی تھی۔ اپنے معاشرے کو دوسروں پر فوقیت دینی تھی سو اُس نے سب سے پہلے زراعت پر توجہ دی۔ وہ خود بھی زراعت میں بڑی دلچسپی رکھتا تھا۔ جس کی بنا پر وہ زمینداروں کی قدر و قیمت خوب جانتا تھا کیوں کہ وہی طبقہ ہے جو امیروں' غریبوں امرا اور بادشاہوں کو اناج مہیا کر کے ان کے جبلی مسئلہ کو فرعت بخشتا ہے۔ ان کی قدر کے ساتھ ساتھ ان کے حقوق کا پورا پورا خیال بھی رکھا گیا یہاں تک کہ ان سے مالیہ وصول کرنا بھی ختم کر دیا۔ وہ زمینداروں سے جا کر ملتا اور ان کی شکایات سن کر ان کا ازالہ بھی کرتا۔ اس کی زراعت میں لگن اور ترقی کے حوالہ محمد دین فوق (بحوالہ طبقات اکبری) شباب کشمیر میں لکھتے ہیں:

> ''دور تعمیر ولایت وتکسید زراعت کندن جو یہاں توفیق کہ امر یافت ہیچ کس از حکام کشمیر را دست نداده بود۔''

یہ کہنا بجا ہوگا کہ کشمیر میں مسلم سلاطین کے دور میں مسلم معاشرہ اپنے ذاتی مزاج ونظریہ کی وجہ سے ہندوؤں کی نسبت آرام طلب اور فضول خرچ ہو گئے تھے۔ نظام حکومت کا تعلق شہری آبادی یا اس کے قرب و جوار کے باشندوں سے ہوا کرتا تھا۔ عموماً مجموعی طور پر مسلمانوں کو دیہاتی زندگی سے شدید نفرت تھی۔ جب کہ ہندو اس پیشہ سے زیادہ منسوب تھے۔ اس لیے بڈ شاہ نے ان کو بہت سی زرعی مراعات دیں تاکہ یہ کشمیر کی

زراعت میں اہم کردار ادا کرسکیں۔ بڈ شاہ اسلامی تعلیم سے یہ سیکھ چکا تھا کہ اسلام میں کسب حلال پر بڑ زور دیا گیا ہے اور کوئی بھی پیشہ حقیر نہیں ہوتا۔ پس وہ زمینداروں کے بہت قریب رہا۔

زراعت جو کسی بھی معاشرہ کے معاشی وجود میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اسکا ایک اہم جز آب پاشی کا نظام بھی ہے۔ زراعت کی ترقی کا انحصار اُس وقت زیادہ تر نہری پانی پر تھا۔ اس لیے بڈ شاہ اس نظام کو بہتر کرنے کے لیے کشمیر کے مشہور انجینئر سو یہ کو یہ ذمہ داری سونپی ،سو یہ نے اس ذمہ داری کو بڑے احسن طریقے سے نبھایا۔ بادہ کا یہ منصوبہ جلد ہی پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ اس حوالہ سے محب الحسن ''کشمیر مسلم سلاطین کے عہد'' میں لکھتے ہیں۔

> ''زین العابدین کو زراعت سے کافی دل چسپی تھی۔ اس نے بہتے ہوئے جزیرے بنائے جن پر فصل بوئی جاتی تھی۔ اس نے دلدلوں کو خشک کرایا اور ایک بڑے بنجر علاقہ کو قابل کاشت بنایا' اس نے بہت سے تالاب' نہریں اور بند بنا کر آب پاشی کے طریقوں کو بہتر بنایا۔'' (۵)

بڈ شاہ نے زراعت کو استحکام بخشنے کے لیے آب پاشی کا نظام جلد ہی مکمل کرالیا۔ اس منصوبے میں بے شمار نہریں شامل ہیں مگر زیر نظر چند ایک مشہور نہروں کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

۱۔ لچھم کل:

اس نہر سے سندھ کا پانی شہر نوشہرہ اور اس کا سفر جامع مسجد تک جاری رہتا ہے۔ اسی نہر کا ذکر سید محمود آزاد بھی کرتے ہیں۔

> ''لچھم کوہل کے ذریعہ نالہ سندھ کا پانی سلطان کے تیار کردہ شہر نوشہرہ تک لایا جاتا تھا اور اس کے بعد یہ نہر جامع مسجد تک جاکر مار نہر میں گرتی تھی اور کاکپور کے قرب و جوار کی تمام اراضی سیراب ہوتی تھی۔ جو نہر نند مرگ سے نکالی گئی تھی' اس کے پانی سے بڑا رقبہ سیراب ہوتا تھا۔''(۶)

۲۔ لالہ کوہل:

یہ نہر بڈ شاہ نے نالہ پہرو پر پتھروں کا بند باندھ کر نکلوائی۔ یہ زلرہ' ہارون' لیٹ شارٹ' نو پورہ' نجز زینہ پورہ' لمبے' گوری پورہ' سم پورہ ڈور اور دار پورہ گاؤں وغیرہ کو سیراب کرتی (۷) اس کی لمبائی اپنی شاخوں کے علاوہ بھی تقریباً چودہ پندرہ میل ہے۔ اس کی تعمیر پر شعرا نے کئی نظمیں اور قصائد بھی لکھے۔ یہ نہر ۸۵۹ھ میں تیار کی گئی۔ ایک قطعہ سے اس کی تاریخ کا ذکر محمد دین فوق مکمل تاریخ میں درج کرتے ہیں۔

ے چو شد تعمیر آں جوئے گرامی

خرد تاریخ گفتہ جوئے خورم (۸)

۳۔ کرال نہر:

اس نہر سے کرال کے علاقہ کی آب پاشی ہوتی تھی کرال کا دوسرا نام امردین بھی ہے اس نہر کے کنارے سلطان بڈشاہ نے زین پور کے نام سے ایک گاؤں بھی بسایا تھا۔ اس نہر کے بارے میں سید محمود آزاد ''تاریخ کشمیر'' میں درج کرتے ہیں۔

> ''کرال نہر سے کرال کے علاقہ کی آب پاشی ہوتی تھی کرال کا ایک نام اورین بھی ہے جو شوپیاں اور رملہ کے درمیان واقع ہے۔ سلطان نے قصبہ زین پورہ اسی نہر کے کنارے آباد کرایا تھا۔'' (۹)

۴۔ شاہ کوہل:

یہ نہر ۱۵ے ھ میں راجہ للتا دتیہ نے دریائے لدر سے نکالی تھی جو بعد میں بند ہوگئی لیکن بڈشاہ نے اپنے زمانے میں اس کی کھدوائی کروا کے اس کو دوبارہ جاری کر دیا۔ اس نہر کے کناروں پر انگوروں کے باغات تھے جن کی شہرت دور دور تک تھی۔ اس نہر کے بارے میں محب الحسن لکھتے ہیں:

> ''شاہ کل یا مارتنڈ نہر لیدر ندی کے پانی کو ملن کی سطح مرتفع پر آب پاشی کے لیے لے جاتی تھی، اس سے سلطان نے سطح مرتفع میں گنے کی کاشت شروع کرائی یہ نہر اب بھی موجود ہے۔'' (۱۰)

محمد دین فوق بھی لکھتے ہیں کہ:

> یہ نہر ۱۹۱۹ء پھر مہاراجہ رنبیر سنگھ کے دور میں زسرنو آباد کی گئی۔ ۱۹۵۵ء میں بھی مہاراجہ پرتاب سنگھ اس میں بہتری رائی اور پھر ۱۹۶۰ء میں اس کا پانی زنبیر پورہ تک لایا گیا۔ (۱۱)

۵۔ نہر لار کوہل:

اس نہر سے زینہ گیر کے علاقہ کو سیراب کیا جاتا تھا۔

۶۔ نہر صفاپور:

یہ نہر سندھ ندی کا پانی ضلع لار کے پار لے جاتی تھی اور مانسبل جھیل کے چاروں طرف کی زمین

اس سے سیراب کی جاتی تھی اور یہاں صفا پور کے نام سے ایک باغ بھی لگوایا۔(۱۲)

۷۔ رونق پور نہر:

رونق پور نہر سے علاقہ رونق پور کی زمین سیراب کی جاتی تھی۔ یہاں فعل سب سے زیادہ ہوتی تھی۔

۸۔ کاک نہر:

یہ کاک پور کی نہر قصبہ کاک پور کے اردگرد کے علاقوں کو سیراب کرتی تھی۔

۹۔ سکدریز:

یہ نہر نندمرگ سے لائی گئی تھی اور سکدر کی زمینوں کی سیراب کرتی تھی۔

۱۰۔ ماریز:

یہ نہر سری نگر شہر اور ڈل جھیل کے نزدیک والے دیہات کے درمیان آمدورفت کا اہم ذریعہ تھی۔ یہ حصہ کدل کے نزدیک دریائے جہلم سے نکالی گئی۔ اس پر سات پل تعمیر کیے گئے ہیں۔(۱۳) بڈشاہ کی زراعت پر توجہ اور نہری نظام کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اب کشمیر میں زیرِ کاشت رقبہ میں اضافہ ہو گیا۔ کشمیر میں اناج اب وافر مقدار میں ملنے لگا۔ گندم اور چاول کی فصل زیادہ ہونے سے کسان بھی خوشحال زندگی گزارنے لگے۔ مور کرافٹ کے اندازے کے مطابق بڈشاہ کے عہد میں چاول کی پیداوار ۷۷ لاکھ خروار تک پہنچ گئی تھی۔(۱۴)

اس کے ساتھ ہی بڈشاہ نے انتظامِ مال گزاری کا محکمہ بھی بنا دیا تاکہ کسانوں کو کسی قسم کا مسئلہ نہ ہو اس محکمہ کا مقصد کسانوں کو مطلوبہ بیج کی مقدار فراہم کرنا اور کاشت کاری کے اصول بتانا تھا۔ اس کے ذریعہ بڈشاہ گاؤں کا ریکارڈ بھی بنوایا اور اسمیں درج کیا جاتا کہ کونسی فصل کتنی مقدار میں کس علاقے سے آئی ہے۔ پھر یہ ریکارڈ سنٹرل آفس سوپور میں بھیج دیا جاتا تھا۔ بڈشاہ نے سرکاری مالیہ پیداوار کے 1/6 (۱۵) حصے پر لگایا تھا۔

مالیہ کے لحاظ ان تمام باتوں کا خیال رکھا گیا کہ جس علاقہ میں کس وبا کی وجہ سے فصل کم ہوئی ہو یا پھر قدرتی آفت سے اُس سال فصلیں تباہ برباد ہو گئی ہوں تو وہاں نہ صرف مالیہ کم کیا بلکہ ضرورت پڑنے پر کسانوں کی مدد بھی کی گئی۔ اس سلسلے میں محب الحسن لکھتے ہیں:

> ''لگان جنس کی صورت میں وصول کی جاتی تھی اور اناج اکٹھا کرنے کے لیے گودام بنا دیئے گئے' جب کبھی چاول کی قیمت چڑھنے لگتی تو حکومت فوراً ہی اپنے گودام سے چاول

باہر لاتی تا کہ لوگوں کو چاول کم دام پر مل سکیں لیکن قحط کے زمانے میں لگان چوتھائی اور کہیں کہیں تو ساتواں حصہ لی جاتی تھی۔''(۱۶)

جہاں بڈ شاہ زراعت' انتظام مال گزاری اور آب پاشی کے نظام اور اس کی اہمیت سے واقف تھا وہاں وہ تجارت کو کیسے نظر انداز کر سکتا تھا۔ جب زراعت نے اس حد تک ترقی کر لی کہ اور اس میں وہ خود کفیل بھی ہو گئے تو اس کی توجہ اب ذرائع آمد و رفت طرف ہوئی۔ اس سوچ ہر وقت آبادی اور ملکی فارغ البالی کی طرف رہتی اس کی سوچ نے ہی تو ویران جگہوں پر سرسبز کھیت لہرا دیئے تھے۔ اگرچہ اُس دور صرف گھوڑے کی سواری ہوتی تھی اور اسی کے ذریعے ہی تجارت کی جاتی تھی۔ اس لیے اس نے تجارت کے لیے بہت سے پل بنائے تا کہ اس پر سے بیل' گھوڑے اور خچر مال و اسباب کے ساتھ آسانی سے گزر سکیں۔

تجارت کے علاوہ اگر اقتصادی لحاظ سے دیکھا جائے تو بڈ شاہ کے دورِ حکومت میں اس پر بھی خاصی توجہ دی گئی۔ اس سے قبل جنس کے بدلے جنس کا لین دین تھا۔ اس سے ناجائز نفع خوری' لوگوں کی اقتصادی زندگی کی خصوصیت بن گئی تھی۔ ان خرابیوں کو ختم کرنے کے لیے بڈ شاہ نے قیمت کو کنٹرول کرنے کا سسٹم بھی بنایا اور اعلان کر کے اشیاء کی قیمتیں مقرر کروا دیں۔

اس حوالہ سے ڈاکٹر صابر آفاقی لکھتے ہیں:

''یہ اعلان نامے تانبے کی تختیوں پر کندہ کیے جاتے۔ وقتاً فوقتاً ان کے ذریعے قیمتوں میں فرق بھی بتایا جاتا تھا۔ یہ تختیاں تمام اہم مراکز اور تمام قصبات میں آویزاں کر دی جاتی تھیں۔ اس طریق سے اس نے اپنی رعایا کو دغا باز تاجروں کی لوٹ کھسوٹ سے بچا لیا۔ سلطان نے اپنے جانشینوں سے درخواست کی کہ وہ اس اصول کو برقرار رکھیں۔''(۱۷)

سلطان نے سختی سے یہ حکم جاری کیا کہ تمام کاروبار کھلے بازار میں کیے جائیں اور اس دوران تجارت اپنا سامان رکھیں اور راسے مناسب اور معقول نرخوں پر فروخت کریں۔ اقتصادی اصولوں کے ساتھ ساتھ بڈ شاہ نے صنعت و حرفت کو خاص طور پر اپنی سرپرستی میں پروان چڑھایا۔ اس نے اپنی دانش مندی سے جلد ہی صنعت و حرفت کے میدان میں ایسے نقوش چھوڑے جو کبھی بھی مٹ نہ پائیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس خطہ میں بے بہا خزانے رکھے ہیں جن سے کثیر تعداد میں زرمبادلہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

یہ حقیقت بڈ شاہ کی نظر سے اوجھل نہ تھی۔ اس سے قبل کے مسلمانوں نے کشمیر میں صنعت و حرفت کی شہرت عام تھی۔ جوز و لجو کی موت کے ساتھ ہی دم توڑ گئی۔ مسلم سلاطین' سوائے بڈ شاہ کے کسی نے بھی اس کی سرپرستی نہ کی۔ مزید یہ کہ زو لجو کے حملے میں بہت سے ہندو ماہر فنون مارے گئے جو بچے وہ یہ خطہ چھوڑ گئے۔ بڈ شاہ کے دورِ حکومت میں تمام وہ صنعتیں جو دم توڑ رہی تھیں یا ختم ہو چکی تھیں۔ اُن کو دوبارہ زندہ کیا گیا۔ اُس نے نہ صرف ملکی بلکہ بیرونی صنعت و حرفت کی بھی زبردست سرپرستی کی تھی۔ اس حوالہ سے جی۔

ایم۔ڈی۔صوفی ''کشیر'' میں لکھتے ہیں:

> "Zain-ulAbidin invited mechanics, artisans and craftsmen from Iran, Turan, Turkistan and Hindustan and offered them good prospects and concessions to settle down in Kashmir".(18)

بڈ شاہ کو صنعت وحرفت کی اہمت وافادیت سے بخوبی واقف تھا۔اس لیے اُس نے نہ صرف خطہ کے لوگوں کو تمام سہولیات مہیا کیں بل کہ دوسرے ممالک کے لوگوں کو کشمیر میں مدعو بھی کیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسے کشمیر کی صنعت سے بے حد دلچسپی تھی۔اس سلسلہ میں ڈاکٹر ایم ایس ناز ''کشمیر عہد بہ عہد'' میں لکھتے ہیں:

> ''سلطان کو صنعت وحرفت کی ترقی سے بڑی دلچسپی رہی اس کا ثبوت اس سے بھی بخوبی ہوتا ہے کہ اگر سلطان کو یہ خبر ملتی کہ کوئی کاریگر عراق' خراسان یا ترکستان سے وادی کشمیر کی سیاحت کو آیا ہوا ہے تو اس سے وہ اپنے یہاں کے لوگوں کو فن سکھانے کی ترغیب دلاتا' کبھی کبھی تو سلطان ایسے کاریگروں کو کشمیر چھوڑنے کی اجازت اُس وقت تک نہیں دیتا جب تک وہ لوگوں کو اپنا فن نہ دے دیتے۔''(۱۹)

بڈ شاہ کا دورِ حکومت اپنے عدل وانصاف' ثقافتی ترقی' معاشی وسماجی لحاظ سے اس قدر مشہور ہو رہا تھا کہ وہ کسی میں بھی فنکار/اُستاد اور کاریگر کو کشمیر آنے کی دعوت دیتا تو وہ نہ انکار نہ کرتا۔وہ ان کو تمام سہولیات بھی مہیا کرتا تھا۔اس لیے سمرقند' بخارا اور فارس سے بہت سے فنکار اور کاریگر یہاں آئے ان کے آنے سے کشمیر کو بہت سے فن ملے اس سلسلے میں ڈاکٹر صابر آفاقی ''تاریخ کشمیر اسلامی عہد'' میں لکھتے ہیں:

> ''انہوں نے کشمیریوں میں اپنے فنون کو عام کیا' پتھر پر پالش کرنا' سنگ تراشی' کندہ کاری' کاغذ سازی سونے کے ورق بنانا' جلد سازی' پیپر ماشی' ریشم سازی شال اور قالین بافی جیسی صنعتیں جن کی خوبصورتی ونفاست نے آرٹ کی دنیا میں کشمیر کو چار چاند لگائے اسی کی توجہ سے متعارف ہوئیں اور پروان چڑھیں۔''(۲۰)

بڈ شاہ نے جہاں سمرقند' بخارا اور خراسان سے ماہرین فنون کشمیریوں کی تعلیم کے لیے بلوائے وہاں اُس نے بعض کشمیریوں کو حصول علوم وفنون کے لیے وظائف دے کر بھی بھیجا۔(۲۱)

جب یہ لوگ واپس آئے تو اپنے ساتھ بہت سے علوم وفنون بھی لائے جیسا کہ کاغذ سازی اور جلد بندی کا فن ابھی کشمیر میں موجود نہ تھا جب یہ واپس آئے تو انہوں نے یہ کشمیریوں کو بھی سکھایا۔دوران تعلیم سلطان نے ان کا اور اس کے خاندان کا خرچہ بھی برداشت کیا۔(۲۲) اور ان کو اب اس فن کی صنعت لگانے کے لیے سری نگر کے مختلف مقامات بطور جاگیر بھی دیے۔اس فن کے لیے زیادہ تر گھاس پھونس اور درختوں

کے پتے استعمال ہوتے ہیں۔(۲۳)ان کاریگروں نے کشمیر میں اس فن میں اس قدر بہتری لائی کہ یہاں کا کاغذ اُس وقت کے تمام ملکوں میں مشہور ہوگیا۔ غالیچہ سازی کی صنعت بھی بڈشاہ کے دور میں بڑی مشہور رہی۔

ریشم کی صنعت اگر چہ بڈشاہ کے دور حکومت سے پہلے کی ہے۔اِس کے دور حکومت میں اِس بڑی توجہ دی گئی پہلے یہ ریشم صرف کشمیر کے گلی کوچوں تک مشہور تھا مگر بڈشاہ کے دور میں یہ دمشق بخارا اور خرتان کی(۲۴) منڈیوں میں بھی مشہور ہونے لگا۔ کشمیر کے اس صنعت سے بہت ساز رمبادلہ کمایا گیا۔ یہ وہ واحد صنعت ہے جس کے لیے کشمیر کی سرزمین بڑی موزوں تھی۔ کشمیر میں کاغذ کی صنعت کے علاوہ پیپر ماشی کی صنعت بھی بڑی عروج پر رہی۔(۲۵)اس کا مقصد بوسید کاغذوں پر نقش نگاری کرنا تھا۔اس کا دوسرا نام کارقلم دانی بھی ہے۔اس صنعت کے حوالہ سے شباب کشمیر میں درج ہے:

> ''اس سے منقش قلمدان اور چھوٹی چھوٹی خوبصورت صندوقچیاں نقش ونگار کے ساتھ تیار کی جاتی ہیں۔علاوہ ازیں کاغذوں کی طشتریاں چھوٹی چھوٹی کرسیاں گلاس پیالے اور متفرق چیزیں جن پر نہایت خوبصورت بیل بوٹے ہوتے ہیں بنائے جاتے ہیں۔''(۲۶)

بڈشاہ کے دور میں قالین بافی اس قدر مشہور ہوئی کہ دور دور سے لوگ خریدنے کے لیے آتے اور اس کو دوسرے ممالک میں بھی فروخت کیا جاتا تھا۔اس کے ساتھ ہی بڈشاہ نے تانبے' پیتل اور چاندی کے برتن(۲۷) بنانے کا رواج بھی دیا۔اس صنعت نے بھی دن دُگنی رات چگنی ترقی کی۔ کشمیری شال بھی ہماری نظر سے اوجھل نہیں رہ سکتی۔اس صنعت میں بڈشاہ نے خاص طور پر دلچسپی لی اور اس میں عالمی شہرت بھی حاصل کی اس حوالہ سے کشمیر عہد بہ عہد میں لکھا ہے:

> ''ان شال بافوں سے کشمیری کاریگروں نے بہت کچھ سیکھا اور کشمیری شال بافی میں نفاست اور کئی نوع کی جدتیں پیدا کیں۔اسی زمانے میں کشمیر میں نمدے سازی کی صنعت نے عروج پایا۔''(۲۸)

تعمیرات:

بڈشاہ تعمیرات کا بڑا شوقین اور ماہر تھا۔جس کا ذکر زونہ راج' شری در اور سنسکرت کے قدیم مورخ بھی کرتے ہیں۔بڈشاہ کو اپنے زمانے کا شاہ جہان بھی کہا جاتا ہے۔

اگر غور کیا جائے تو کشمیر میں اسلامی فن عمارات کی تین قسمیں ہیں۔

(i) مغلیہ عہد سے قبل طرز تعمیرات (ii) چوبی طرز کی عمارات

(iii) خالص مغلیہ طرز عمارات

بڈشاہ سے قبل کی عمارتوں میں روغنی اور سانچہ کی ڈھلی ہوئی نیلے رنگ کی اینٹیں قدیم تعمیری فن کا

ثبوت دیتی ہیں۔ اس طرح سید مدنی کا مقبرہ بھی غیر معمولی دل چسپی کا سرمایہ ہے لیکن اس کے بعد زیادہ تر بڈشاہ کے دورِ میں چوبی طرز کی عمارتیں تعمیر ہوئیں۔ اُس نے ذات پات کو چھوڑ کر ہنر کی قدر کی۔ جس کی وجہ سے کشمیر میں موجود عمارتیں آج بھی اُس دور کی یاد دلاتی ہیں۔ بڈشاہ نے اپنی حکومت کے وسطی دور میں جو تعمیری وترقیاتی کارنامے سرانجام دیئے۔ اُن کی تفصیل ڈاکٹر ایم ایس ناز ''کشمیر عہد بہ عہد'' میں لکھتے ہیں:

> ''بڈشاہی وسطی دور کی اہم تعمیرات میں سرینگر کا زینہ بازار' دریائے جہلم سرینگر کا زینہ کدل' پرگنہ اوڈن میں تعمیر ہونے والا زینہ بند' جھیل ولر کا مصنوعی جزیرہ زینہ لنک اور سرینگر کا زینہ تراگ' زینہ ڈب' زینہ گیر' پٹن کی سیرگاہ زینہ مرگ' اندرکوٹ کی عظیم عمارت زینہ کوٹ' جھیل ولر کے کنارے کی بارہ دری زینہ پٹن' کامراج کا زینہ کدل' جھیل' مانسبل کے قریب میں واقع زینہ لنک' پرگنہ اوڈن کے قریب آباد محلّہ زینہ پور' اونتی پور کے پہلو میں لگایا جانے والا بڈشاہی باغ' جھیل ڈل کا خوبصورت جزیرہ سونالنک اور اس کا خوبصورت محل' علاقہ کامراج کا محلّہ سلطان پورہ' پل سوپور' شوپیاں کی جامع مسجد کے علاوہ جامع مسجد بارہ مولہ' زینہ کدل کے پاس واقع مسجد کا ڈایا' کشمیر کا شاہی قبرستان مزار السلاطین' جامع مسجد نوشہرہ اور خانقاہوں میں خانقاہ ژرارشریف' خانقاہ سید بلال' خانقہ سید برخوردار اور خانقاہ فیض پناہ' کوہ سلیمان کا قدیم مندر شٹی شور' زینہ کدل کے نزدیک محلّہ بلال پور' قلعہ نما چوکیاں' بڈکوٹ اور بڈسر' قصبہ بڈگام شہر اندرکوٹ' بارہ مولہ اور جیاپید پور کے بڈشاہی محلات' زینہ کوٹ اور سمندر کوٹ نامی قلعے' نہر لارکوبل' شاہ کوبل اور نہر زینہ گنگا اور نالہ مار شامل ہیں۔ موخرالذکر کو آج کل مہاسرت ندی کہتے ہیں۔'' (۲۹)

بڈشاہ نے جہاں بہت سے تعمیرات میں دلچسپی لی وہاں اُس نے بہت سے باغات بھی لگوائے اور ان میں مختلف پھلوں کی پیداوار پر بھی دی۔ مذکورہ بالا اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ معیشت اور ثقافت لازم وملزوم ہیں۔ جہاں فن آتا ہے وہی ثقافت بھی آتی ہے۔ جب مختلف قسم کے فن اپنا کر اُن کو ذریعہ معاش بنایا جاتا تو ساتھ ہی وہ اشیا ثقافت کا حصہ بھی بن جاتی ہیں۔ بلاشبہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ جہاں بڈشاہ کے دورِ حکومت میں معیشت کو استحکام ملا وہی ثقافت کو بھی جلا ملی۔ اگر چہ اس قبل کی تعمیرات اور فن میں ہندو ثقافت کا رنگ جھلکتا دکھائی دیتا ہے مگر بڈشاہ کے دورِ حکومت میں اگر مسجدوں' خانقاہوں اور زیارتوں پر نظر ڈالیں تو ہمیں اسلامی ثقافت کا رنگ نمایاں ملتا۔ اس کی ایک وجہ وادی میں اسلام کے نور کی روشنی اور دوسری یہ کہ کشمیریوں نے ایرانیوں سے بہت سے علوم حاصل کیے تھے۔ سلطان بڈشاہ نے ملا جمیل خراسانی اور ملا غوری خراسانی جیسے نامور موسیقی دانوں اور کشمیر مدعو کیا پھر سمرقند سے بھی بہت سے فن کار بلوائے۔ ان کی موجودگی اور زیرِ نگرانی میں لکڑی کے کھلونے' کرسیاں' میزیں' الماریاں وغیرہ اور خاص طور پر اخروٹ کی لکڑی سے تیار

شدہ چیزیں، جانوروں کی ہڈیوں سے تیار شدہ کھلونے اور دیگر آرائشی سامان پر غور کیا جائے تو یہ سب ثقافت کے نمایاں خدوخال ہیں۔ ہاتھوں سے بنائی گئی اشیاء اور وہ نادر اشیاء جو عجائب خانوں کی زینت بن جائے اُنہیں ثقافت سے کیسے نکالا جاسکتا ہے۔ یقیناً بڈشاہ کے دورِ حکومت میں تیار ہونے والی اشیاء ہمیں اُس دور کی ثقافت کی یاد دلاتی ہیں۔ اس حوالہ نے کشمیر عہد بہ عہد میں درج ہے کہ:

> ''کشمیری کاریگروں نے ہڈیوں کے سامان میں ایسی ایسی جدتیں پیدا ہیں کہ دنیا بھر کے اہل فن ورطہ حیرت میں ڈوبے رہ گئے۔ اس دور کے لکڑی اور ہڈی کے سامان کے نمونے اور تلواروں اور چاقوؤں کے دستے کے نمونے اب تک عجائب خانوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ ان کے بیل بوٹے اور نفاست دیکھ کر یقین نہیں آتا کہ انسانی ہاتھوں نے انہیں تراشا ہے۔''(۳۰)

اگر ایک نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کا دوسرا دل چسپ پیشہ تجارت تھا اور پہلا سپہ سالاری جب کہ تاریخ میں دوسرے کو ہی ہمیشہ اولیت دی گئی۔ اگر بڈشاہ کے دورِ میں وسائل اطلاع وترسیل اور باربرداری کے ذرائع نا ہونے کے برابر تھے۔ سڑکیں نہ ہونے کے برابر تھیں۔ اس کے باوجود کچھ سڑکیں تعمیر کروائی گئیں اور تجارت کے ارادے کو فروغ دیا گیا۔ خشکی کے راستے تجارت پر توجہ دی گئی۔ یہ تجارت ملکی وغیر ملکی سطح پر کی گئی۔ اس میں ہندو اور مسلمان دونوں شامل تھے جو تجارتی مال ایک مقام سے دوسرے مقام ایک ملک سے دوسرے ملک لے جاتے۔ اگرچہ اس سے قبل کے سلاطین کے دور میں کشمیر معاشی طور پر خودکفیل نہ تھا۔ جس سے غیر ملکی زرمبادلہ حاصل نہیں ہوتا۔ یہ طے شدہ اصول ہے کہ کوئی بھی ملک یا معاشرہ اُس وقت تک معاشی طور پر مستحکم نہیں ہوسکتا جب تک وہ زرمبادلہ حاصل نہیں کرتا۔ بڈشاہ کے دورِ حکومت میں نہ صرف زراعت سے زرمبادلہ کمایا گیا بل کہ صنعتی طور پر بھی اُسے مضبوط کر کے استفادہ کیا گیا۔

بڈشاہ سے قبل تجارت خاص طور پر اونی و دستکاری ہندوؤں کے ہاتھ میں تھی۔ مسلمانوں کو زراعت کے پیشہ میں بھی کم ہی دل چسپی تھی۔ مسلمانوں میں موسیقی کے فنکار بھی کم ہی تھے اگر کچھ موجود تھے تو وہ شاہی دربار سے منسلک ہو چکے تھے۔ دوسرے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو مسلمانوں نے درحقیقت ہر قسم کی محنت و مزدوری کے لیے ہندوں پر ہی انحصار کیا ہوا تھا۔ بڈشاہ نے اسی وجہ سے ہندوؤں کو مراعات دیں اور اُن کو واپس بلایا۔ کیوں کہ مسلمانوں کو یا اس ریاست کو فنِ تعمیرات سے لے کر زراعت اور ملازمین کی فراہمی تک کے تمام کاموں میں ہندوؤں کی ضرورت تھی۔ جس کی واضح دلیل بڈشاہ کا دورِ حکومت ہے جس میں ایسی فصلوں کی پیداوار و کاشت، مکانات کی تعمیر ہے۔ لباس، کھلونے، گھریلوں سامان کا انتظام سب ہندوں کے سپرد تھا یعنی ہندوں ہی اس کے ماہر تھے۔ ان کے تمام فنون بڈشاہ کے دورِ حکومت میں مسلمانوں کو بھی سکھائے گئے جس سے ایک نئی ثقافت نے جنم لیا جس میں ہندو مسلم کا رنگ نمایاں جھلکتا ہے۔ اِس دور میں جہاں بہت سے مندر اور پاٹ شالے بنائے گئے وہاں مسجدیں بھی بنائی گئیں ہندو اور مسلم ثقافت

پروان چڑھی۔ بڈ شاہ کا یہ دور ہمیشہ اس حوالہ سے یاد رکھا جائے گا کہ اُس نے صرف اور صرف مسلم ثقافت کو ہی پروان نہیں چڑھایا۔

جس سلطنت کا سلطان علم پرور ہو اور اُس کے باشندے ایک ہی پلیٹ فارم پر کھڑے ہوں اُس معاشرے میں خود بخود معاشی استحکام آنا شروع ہو جاتا ہے۔ وہاں نئے نئے علوم وفنون جنم لیتے ہیں جس سے کسی بھی معاشرے کا لاغر پن ختم ہو جاتا ہے۔ وہ کسی سہارا لے کر نہیں بل کہ کسی کو سہارا دے کر چلتا ہے۔ بڈ شاہ کی اس انصاف پسندی، علم دوستی اور حسن سلوک کی وجہ سے ہی کشمیر میں دوسرے ممالک سے بہت سے علماء اور ماہر فنون آئے جنھوں نے یہاں کے لوگوں کی بیروزگاری اور غربت اور علمی وتعلیمی نقدان کو ختم کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ بڈ شاہ کی علم دوستی اور علماء مشائخ کی قدردانی ہی کی وجہ سے یہاں بہت سے صنعتوں کو ترقی ملی جن میں کاغذ، قالین، لکڑی کا سامان، ہڈی اور دھات کا سامان، شال بافی، نمدے کا کام، گبہ سازی، پیپر ماشی، ریشم اور سوتی کپڑا وغیرہ شامل ہیں۔

یہ اٹل حقیقت ہے کہ جہاں معیشت کو استحکام ملنا شروع ہوتا ہے۔ وہاں ثقافت بھی پنپنے لگتی ہے۔ معیشت میں تو عروج زوال آتے ہی رہتے ہیں اس پر اگر عروج کے بعد زوال آ جائے تو لوگ خوشحالی کے دور کو بھول کر بدحالی کے وقت میں ہی کھو جاتے ہیں مگر ثقافت پر کوئی زوال نہیں یہ اگر پروان چڑھ جائے تو اس کے نقوش کبھی بھی مٹ نہیں پاتے۔ کسی بھی معاشرہ کو معیشت کی بجائے ثقافت ہمیشہ زندہ رکھتی ہے۔ بڈ شاہ نے کشمیری معاشرے کو یہ لازوال دولت بخشی جیسے وہ کبھی بھی بُھلا نہیں سکتے۔

بڈ شاہ کا دور حکومت اس حوالہ سے بھی ہمیشہ یاد رکھا جائے کہ اُس کے عہد میں عوام کو جنگ وجدل معاشی کاموں پر لگایا تا کہ وہ ملکی خدمت کر سکیں اُس نے معیشت کے بہت سے اصول وضع کیے، مال گزاری کا محکمہ، تجارت کے اصول، مالیہ کے اصول اور ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کے خلاف کارروائی بھی کی تا کہ دولت ایک ہی ہاتھ میں نہ جائے۔ بڈ شاہ کے عہد میں زراعت جو معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے لہٰذا اس پر اور کسانوں پر بہت زیادہ توجہ دی گئی اس لیے وہ خود کسانوں سے جا کر ملتا اور اُن کے مسائل سن کر اُن کو حل کرنے کی کوشش کرتا۔ اس سلسلے میں اُس نے آب پاشی کا نظام بھی وضع کیا جس کی ذمہ داری اُس کے انجنیئر سویہ پر تھی۔ اس نظام کو اُس نے اپنی سرپرستی میں پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اس کے دور میں نہروں کا جال بچھایا گیا جس نے نہ صرف ملکی پیداوار میں اضافہ ہوا بل کہ اس سے کثیر تعداد میں زرمبادلہ میں حاصل کیا گیا۔ الغرض مذکورہ بالا حقائق کے بنا پر تاریخ دان یہ کہنے ہر قادر ہوئے کہ یہ دور کشمیری تاریخ میں حقیقی سنہری دور کہلانے کا حق دار ٹھہرا۔

☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ ٹھاکر اچھر چند شاہ پوریہ (مترجم)، راج ترنگی، ویری ناگ پبلیشرز میرپور آزاد کشمیر، ص ۱۱۵

۲۔ ایضاً، ص ۴۱۸

۳۔ عنصر صابری، تاریخ کشمیر، پروگریسو بکس، ۴۰ بی اُردو بازار، لاہور، ص ۲۲

۴۔ محمد الدین فوق، شباب کشمیر، دالا التحقیق والا شاعت فسٹ فلور کمرہ نمبر ۱۳، کوئینز سنٹر لاہور، جنوری ۲۰۰۳، ص ۲۰۔

۵۔ محب الحسن، کشمیر مسلم سلاطین کے عہد میں، میخ پبلشرز سیکنڈ فلور، سید پلازہ چیٹر جی روڈ، اُردو بازار، لاہور، ۲۰۰۴، ص ۱۲۰

۶۔ سید محمود آزاد، تاریخ کشمیر، مظفر آباد، س۔ن، ص ۱۱۲

۷۔ محمد الدین فوق، شباب کشمیر، دالا التحقیق والا شاعت فسٹ فلور کمرہ نمبر ۱۳، کوئینز لاہور، جنوری ۲۰۰۳، ص ۱۳۱

۸۔ ایضاً، ص ۱۲۰

۹۔ سید محمود آزاد، تاریخ کشمیر، مظفر آباد، س، ن ص ۳۱۵

۱۰۔ محبّ الحسن، کشمیر مسلم سلاطین کے عہد میں، میخ پبلشرز سیکنڈ فلور، سید پلازہ چیٹر جی روڈ، اُردو بازار، لاہور، ۲۰۰۴، ص ۱۳۴

۱۱۔ محمد الدین فوق، شباب کشمیر، دالا التحقیق والا شاعت فسٹ فلور کمرہ نمبر ۱۳، کوئینز سنٹر لاہور، جنوری ۲۰۰۳، ص ۱۲۱

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۳۵

۱۳۔ ڈاکٹر صابر آفاقی، تاریخ کشمیر اسلامی عہد میں، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۰، ص ۷۹

۱۴۔ محب الحسن، کشمیر مسلم سلاطین کے عہد میں، میخ پبلشرز سیکنڈ فلور، سید پلازہ چیٹر جی روڈ، اُردو بازار، لاہور، ۲۰۰۴، ص ۱۲۰

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۲۲

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۲۰

۱۷۔ ڈاکٹر صابر آفاقی، تاریخ کشمیر اسلامی عہد میں، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۰، ص ۷۹

18- G.M.D. Sufi, Kasheer. V.I.,Punjab Universtiy Press Lahore 1948, P, 161-18

۱۹۔ ڈاکٹر ایم ایس ناز، کشمیر عہد بہ عہد، مقبول اکیڈمی، سرکلر روڈ، چوک انارکلی، لاہور، 1995، ص ۱۰۳

۲۰۔ ڈاکٹر صابر آفاقی، تاریخ کشمیر اسلامی عہد میں، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۰، ص ۱۳۲

۲۱۔ عنصر صابری، تاریخ کشمیر، پروگریسو بکس، ۴۰ بی اُردو بازار، لاہور، ص ۸۲

۲۲۔ ڈاکٹر صابر آفاقی، تاریخ کشمیر اسلامی عہد میں، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۰، ص ۱۳۲

۲۳۔ ڈاکٹر ایم ایس ناز، کشمیر عہد بہ عہد، مقبول اکیڈمی، سرکلر روڈ، چوک انارکلی، لاہور، 1995، ص ۱۶۴

۲۴۔ محمد الدین فوق، شباب کشمیر، دارالتحقیق والا شاعت فسٹ فلور کمرہ نمبر ۱۳، کوئینز لاہور، جنوری ۲۰۰۳، ص ۱۸۷

۲۵۔ ایضاً، ص ۱۸۷

۲۶۔ ایضاً، ص ۱۸۹

۲۷۔ ڈاکٹر ایم ایس ناز، کشمیر عہد بہ عہد، مقبول اکیڈمی، سرکلر روڈ، چوک انارکلی، لاہور، 1995، ص ۱۶۵

۲۸۔ ڈاکٹر ایم ایس ناز، کشمیر عہد بہ عہد، مقبول اکیڈمی، سرکلر روڈ، چوک انارکلی، لاہور، 1995، ص ۱۶۲

۲۹۔ ایضاً، ص ۱۶۵

۳۰۔ ایضاً، ص ۱۸۰